بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِين، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

12-نواقض الاسلام: اختتامی کلمات

نواقض الاسلام لشیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب التمیمی رحمۃ اللہ علیہ کے اس پیارے اور عظیم رسالے کی شرح کا درس جاری ہے، فضیلۃ الشیخ العلامہ صالح بن فوزان الفوزان (حفظہ اللہ) کی شرح سے ہم یہ شرح کر رہے ہیں، اور آج کی نشست میں اس عظیم رسالے کے اختتامی الفاظ اور ان اختتامی اور عظیم جملوں سے اس عظیم رسالے کی شرح کرتے ہیں۔اس سے پہلے کہ میں ان اختتامی جملوں سے اپنے درس کا آغاز کروں مراجعہ کے طور پر جو دس نواقض شیخ صاحب (رحمہ اللہ) بیان کر چکے ہیں اُن کو ایک مرتبہ پھر سے بیان کر دیتے ہیں، شیخ صاحب (رحمہ اللہ) نے اپنے اس رسالے میں دس نواقض کا ذکر کیا ہے اور یہ وہ نواقض ہیں یعنی یہ وہ اُمور ہیں جو ایک مسلمان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں، اور اس رسالے میں دس کا ذکر کیا ہے:

1-پہلے نمبر پر: "الشِّرْكُ فِي عِبَادَةِ اللهِ" (اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کرنا)۔

2-دوسرے نمبر پر: "مَنْ جَعَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ وَسَائِطَ" (جس نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایسے واسطے بنائے ہیں جن کے لیے وہ عبادت صرف کرتے ہیں)۔

3-تیسرے نمبر پر: "مَنْ لَمْ يُكَفِّرِ الْمُشْرِكِينَ أَوْ شَكَّ فِي كُفْرِهِمْ" (جس نے مشرکوں کی تکفیر نہیں کی یا اُن کے کفر پر شک کیا)۔

4-چوتھے نمبر پر: "مَنْ اعْتَقَدَ أَنَّ غَيْرَ هَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْمَلُ مِنْ هَدْيِهِ" (جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے راستے سے اکمل (یا بہتر) کسی اور کا راستہ ہے، یا کسی اور کی شریعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت سے بہتر ہے تو یہ بھی نواقض اسلام میں سے ہے)۔

5-پانچویں نمبرپر: "مَنْ أَبْغَضَ شَيْئًا مِمَّا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَمَ" (جس نے کسی ایسی چیز سے بغض رکھا یا نفرت کی جو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام لے کر آئے ہیں)۔

6-چھٹے نمبرپر: "مَنِ اسْتَهْزَأَ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَمَ" (جس نے کسی چیز کا مذاق اڑایا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے دین میں سے)

7-ساتویں نمبرپر: "السِّحرُ" (یعنی جادو)۔

8-آٹھویں نمبرپر: "مُظَاهَرَةُ الْمُشْرِكِينَ وَمُعَاوَنَتُهُمْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ" (مشرکوں کے ساتھ ایسی دوستی رکھنا جو مظاہرۃ کی شکل اختیار کر جائے اور اُن سے معاونت کرنا مسلمانوں پر (اور جسے موالات مکفرہ بھی کہتے ہیں))۔

اور مظاہرۃ کا لفظ یا موالات مکفرہ جو ہے وہ اس موالات سے جو صرف دنیا کے لیے دوستی ہوتی ہے، دنیا کی کسی غرض کے لیے دوستی ہوتی ہے اور مسلمانوں کو اس سے نقصان بھی پہنچتا ہے تو وہ کبیرہ گناہ تو ضرور ہے لیکن وہ کفر نہیں ہے، لیکن یہ جو جس کا شیخ صاحب ذکر کر رہے ہیں آٹھویں نمبر پر جس کا ذکر کیا تھا شیخ صاحب نے اور ہم نے اس کی شرح بھی کی ہے تفصیلاً۔

"مُظَاهَرَةُ الْمُشْرِكِينَ" سے مراد مشرکوں سے ایسی دوستی ہو جن سے اُن کے دین سے محبت یا اُن کے دین کو قبول کرنا، یا اُن کے دین سے راضی ہونے کی وجہ سے جو دوستی کسی کافر سے کی جاتی ہے اور پھر اُس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہے تو یہ موالات مکفرہ ہیں۔

9-نویں نمبرپر: "مَنِ اعْتَقَدَ أَنَّ بَعْضَ النَّاسِ يَسَعُهُ الْخُرُوجُ عَنْ شَرِيعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ" (جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی شریعت سے خارج ہونے کی وسعت ہے اور اس کے لیے جائز ہے کہ وہ خارج ہو سکتا ہے)۔

یہ بھی نواقض اسلام میں سے ہے اور یہ اُمر بھی دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

10-دسویں نمبرپر: "الإِعرَاضُ عَنْ دَينِ اللهِ" (اللہ تعالیٰ کے دین سے منہ موڑنا (اعراض کرنا) بھی نواقض اسلام میں سے ہے)۔

تو یہ دس نواقض گزر چکے ہیں، اِن دس نواقض کا ذکر کرنے کے بعد شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’وَلَا فَرْقَ فِي جَمِيعِ هَذِهِ النَّوَاقِضِ‘‘ (اوران سب نواقض میں جن کا ذکر کیا گیا ہے کوئی فرق نہیں ہے)’’بَيْنَ الهَازِلِ وَالجَادِّ‘‘ (غیر سنجیدہ مذاق کرتا ہوا شخص اور سنجیدہ شخص) ’’وَالخَائِفِ إِلَّا المُكْرَهِ‘‘(اور ڈرنے والا شخص،الا یہ کہ جو مجبور ہو یا جسے مجبور کردیا گیا)’’وَكُلُّهَا مِنْ أَعْظَمِ مَا يَكُونُ خَطَرًا‘‘(اور یہ سارے کے سارے نواقض جن کا ذکر کیا گیا ہے سب سے عظیم خطرے کا باعث ہیں(سب سے بڑا خطرہ ان نواقض اسلام میں سے ہے۔کیوں؟کیونکہ یہ وہ اُمور ہیں جو ایک مسلمان کو دائرۂ اسلام سے خارج کردیتے ہیں))’’وَمِنْ أَكْثَرِ مَا يَكُونُ وُقُوعًا‘‘ (اور یہ دس جن کا ذکر کیا گیا ہے یہ سب سے زیادہ وقوع پذیر ہوتے ہیں کسی مسلمان کی زندگی میں)۔یعنی شیخ صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ نواقض صرف دس نہیں اور بھی ہیں لیکن دس کا ذکر اس لیے کیا ہے کیونکہ سب سے زیادہ خطرہ سب نواقض میں ہے جتنے بھی ہیں(جن کا ذکر نہیں کیا وہ بھی ہیں)لیکن ان دس کو ایک جگہ جمع اس لیے کیا ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں’’وَمِنْ أَكْثَرِ مَا يَكُونُ وُقُوعًا‘‘کیونکہ یہ سب سے زیادہ کسی مسلمان کی زندگی میں وقوع پذیر ہو سکتے ہیں۔’’فَيَنْبَغِي لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَحْذَرَهَا‘‘(تو مسلمان کو چاہیے کہ وہ ان سے آگاہ رہے ان سے خبردار رہے) ’’وَيَخَافَ مِنْهَا عَلَى نَفْسِهِ‘‘(اور اپنے تیئں ان سے ڈرتا رہے(یعنی اس کو ڈر لاحق ہونا چاہیے کہ کہیں یہ مسلمان ان نواقض میں نہ جا پڑے))۔

’’نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ مُوجِبَاتِ غَضَبِهِ، وَأَلِيمِ عِقَابِهِ‘‘(ہم اللہ تعالیٰ کے غضب کو واجب کردینے والی چیزیں اور اللہ تعالیٰ کی دردناک سزا سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں)۔

اور پھر آخر میں اختتام پر:’’وَصَلَّى اللهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ‘‘: شیخ صاحب(رحمہ اللہ)نے اس رسالے کا اختتام اس درود سے کیا ہے۔

فضیلۃ الشیخ العلامہ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ ان اختتامی کلمات کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:’’لا فرق في هذه النواقض العشرة بين الْجَاد: الذي يقصد ما يقول أو يفعل‘‘(ان دس نواقض میں جن کا ذکر کیا گیا ہے کوئی فرق نہیں ہے سنجیدہ شخص میں(الْجَاد: سنجیدہ))۔

یعنی شیخ صاحب(حفظہ اللہ)فرماتے ہیں کہ جاد سے مراد’’الذي يقصد ما يقول أو يفعل‘‘(جو کچھ کہہ رہا ہے اور کر رہا ہے وہ قصداً کہہ رہا ہے اور کر رہا ہے(یعنی سنجیدہ ہے جان بوجھ کر یہ قول اور یہ فعل کر رہا ہے))’’والْهَازل: وهو الذي لا يقصد‘‘(ھازل سے مراد وہ شخص ہے جو بغیر قصد کے کوئی کفریہ قول یا فعل کرلیتا ہے)’’وإنما يفعل هذا من باب المزح

واللعب"(لیکن یہ شخص (ھَازل جو ہے) وہ کفریہ قول یا کفریہ عمل کرلیتا ہے صرف مذاق کرتے ہوئے یا کھیل تماشہ سمجھ کر)۔

شیخ صاحب(حفظہ اللہ) فرماتے ہیں:"وفي هذا رد على المرجئة الذين يقولون: لا يكفر حتى يعتقد بقلبه"(اور اس جملے میں مرجئہ گروہ کا ردّ ہے اور جیسے آپ سب جانتے ہیں کہ مرجئہ ایمان کی تعریف میں یہ کہتے ہیں کہ ایمان کے لیے کافی ہے کہ کوئی شخص اپنے دل سے اپنے ربّ کو جان لے (جیسے جہمیوں نے کہا:"معرفة الله بالقلب"،اوراِن کے ایک گروہ نے کہاکہ دل سے تصدیق ہی کافی ہے بس نہ تو قول و عمل کی ضرورت ہے))۔الغرض: تو یہاں پر مرجئہ گروہ کا ردّ ہے۔

شیخ صاحب(حفظہ اللہ) فرماتے ہیں: جو یہ کہتے ہیں (مرجئہ یہ کہتے ہیں یہ بدعقیدگی ہے مرجئہ کی):"لا يكفر حتى يعتقد بقلبه" (کوئی شخص اس وقت تک کافر نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے دل سے اس چیز کا عقیدہ نہ رکھے جو کفریہ قول یا عمل کر رہا ہے)۔یعنی بے شک کوئی شخص دین کو گالی دے (نعوذ باللہ)، کوئی شخص ان نواقض میں سے شرک کرلے (کچھ بھی کرلے)، جادو کرلے، جتنے نواقض کا ذکر کیا گیا ہے کوئی شخص اگر کرتا ہے اس وقت تک کافر نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے دل سے یہ عقیدہ نہ رکھے کہ یہ کفریہ عقیدہ ہے۔

اور یقیناً یہ باطل عقیدہ ہے اور اس سے یعنی اگر کوئی شخص کفریہ قول کہہ دیتا ہے یا کفریہ عمل کرلیتا ہے اور اس کے دل سے اس کو وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ میرا عقیدہ نہیں ہے تو کیونکہ کفر جو ہے (جیسے پہلے بیان کر چکے ہیں) زبان سے بھی ہوتا ہے عمل سے بھی ہوتا ہے اور دل کے عقیدے سے بھی ہوتا ہے، تو کفر کے شعبے ہیں جیسے ایمان کے حصے اور شعبے ہیں (کفر کے بھی ایسے ہی شعبے ہیں)، اوران مرجئہ نے صرف اسے دل کی حد تک محصور کرلیا ہے اور محدود کردیا ہے اور باقی قولی اور عملی جتنے بھی جو شعبے ہیں کفر کے ان کو خارج کردیا ہے اور یہ باطل عقیدہ ہے۔

آگے شیخ صاحب(حفظہ اللہ) فرماتے ہیں:"لا فرق بين الجَاد والهَازل أو الخائف" (ان میں کوئی فرق نہیں ہے، یعنی اگر کوئی شخص سنجیدگی سے کفریہ قول یا فعل کرتا ہے یا مذاق کرتے ہوئے کفریہ قول یا فعل کرتا ہے "أو الخائف" یا ڈرتا ہوا)، خائف سے مراد وہ ڈرا ہوا شخص:"الذي يفعل هذه الأشياء دفعاً للخوف" (جو یہ کفریہ اقوال یا افعال کرتا ہے "دفعاً للخوف" صرف خوف کو دور کرنے کے لیے)"فالواجب عليه أن يصبر"(اس پر واجب یہ ہے کہ وہ صبر کرتا)"إلّا المكره" (شیخ صاحب فرماتے ہیں: سوائے اس شخص کے جسے مجبور کیا گیا)۔

اور ہر ڈر مجبوری نہیں ہوتا یہ فرق یاد رکھیں یہاں پر شیخ صاحب (حفظہ اللہ) دو چیزوں میں فرق بیان فرمارہے ہیں: (۱) ایک توڈر ہے۔ (۲) اور دوسرا اِکراہ ہے۔

ڈر تولاحق ہو سکتا ہے کسی بھی وجہ سے ایک انسان کو کہ اگر یہ کفریہ قول یا عمل نہیں کرے گا تو اسے ڈر ہے کہ اسے کوئی تکلیف پہنچائی جائے گی، توڈر تو ہوتا ہے لیکن اس ڈر کی کوئی قیمت نہیں ہے توڈر پر تو صبر کرنا چاہیے کیونکہ یقینی نہیں ہے۔

تو اِکراہ جو ہے وہ ڈر کی وہ صورت ہے جو یقینی بن جاتی ہے اور ایک انسان کو مجبور کر دیا جاتا ہے یا تو اُس کی جان لی جاتی ہے یا اُس کو دھمکی دی جاتی ہے اس کی جان لینے کی یا اسے مارنے کی تکلیف دینے کی یا اسے کوئی نقصان پہنچانے کی، تو یہ اِکراہ کی حالت ہوتی ہے۔

تو شیخ صاحب (حفظہ اللہ) فرماتے ہیں: "إلا المكره" یعنی: "إذا أُكره أن يقول كلمة فيها كفر" (یعنی اگر اسے مجبور کر دیا جاتا ہے کہ کوئی ایسا کلمہ کوئی ایسی بات کہے جس میں کفر ہے) "ولَم يُمكنه التخلص من الظلم إلا بِها" (اور وہ اس ظلم سے نہیں خلاصی پاسکتا اِلا یہ کہ یہ کفریہ قول کہہ دے جس پر اسے مجبور کر دیا گیا ہے (یا کیا جارہا ہے)) "فرخص له الله في ذلك" (اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی رخصت اور آسانی بیان کر دی ہے)، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ﴾(النحل:106)۔

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ﴾ (جس نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا) ﴿مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ﴾ (اپنے ایمان کے بعد) ﴿اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ﴾ (اِلا یہ کہ جسے مجبور کر دیا گیا اور اُس کا دل ایمان سے مطمئن ہے (یعنی اس کی تو معافی ہے جس کا دل ایمان سے مطمئن ہے اسے مجبور کر دیا گیا)) ﴿وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا﴾ (لیکن وہ شخص اُس کی پکڑ ہے جو کفر سے یعنی سینے کو کشادہ کر دیتا ہے) (النحل:106)۔

الغرض، تو شیخ صاحب فرماتے ہیں: "بهذا الشرط" (اس شرط سے) "ويكون قصده دفع الإكراه فقط" (اس کا قصد یہ ہے کہ وہ اس اِکراہ یا اس مجبوری کو دور کرنا چاہتا ہے اس لیے اُس نے یہ کفریہ قول کہا ہے) "إلا ان قلبه لا يعتقد بما يتلفظ به" (اِلا یہ کہ اس کا جو دل ہے وہ یہ عقیدہ نہیں رکھتا جو اس کی زبان پر کفریہ الفاظ جاری ہیں) "كما حصل لعمار بن ياسر الّذي

سبب نزول الآية فيه (رضي الله تعالي عنه)“ (شیخ صاحب فرماتے ہیں: جیسا کہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا اور یہ آیت کریمہ (سورۃ النحل آیت نمبر 106) جس آیت کا ذکر کیا گیا ہے اس آیت کا جو سبب نزول ہے (یہ آیت کیوں نازل ہوئی اس کی جو وجہ ہے بنیادی) وہ یہی قصہ ہے سیدنا عمار بن یاسر کا)۔

وہ قصہ یہ ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ): ”لَمَّا أخذه الكفار وعذبوه حتّي يقول في محمد صلى الله عليه وآله وسلم“ (کافروں نے پکڑا اور اسے تکلیفیں دیں، طرح طرح کے عذاب ڈھائے اس لیے یا اُس وقت تک عذاب دیتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے (سیدنا عمار بن یاسر نے) اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو بُرا بھلا نہیں کہا)۔

یعنی وہ یہ کہہ رہے تھے کہ ہم تمہیں قتل کریں گے اور مارتے رہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرو اور کچھ اُلٹا سیدھا اُن کے حق میں تم کہو۔

شیخ صاحب (حفظہ اللہ) فرماتے ہیں: ”حتي يقول في محمد صلى الله عليه وآله وسلم، أي: يسبّ الرسول صلى الله عليه وآله وسلم“ (یعنی بُرا بھلا کہیں کوئی گالی دیں (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو) ”فوافقهم وسبّ الرسول صلى الله عليه وآله وسلم“ (تو اُن کی موافقت اُن کی بات مانی سیدنا عمار بن یاسر (عظیم صحابی) نے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بُرا بھلا کہہ دیا) ”وجاء نادماً إلي الرسول صلى الله عليه وآله وسلم“ (اور شدید ندامت میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں) ”خائفاً مِمَّا حصل له“ (جو کچھ وہ کہہ چکا ہے اس سے بہت شدید ڈر کی حالت میں) ”فقال له النّبي صلى الله عليه وآله وسلم“ (تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا) ”كَيْفَ تَجِدُ قَلْبَكَ؟“ (آپ اپنے دل کو کیسا پاتے ہوا ے عمار؟) ”قَالَ: مُطْمَئِنًّا بِالْإِيمَانِ“ (سیدنا عمار (رضی اللہ عنہ) عرض کرتے ہیں ایمان سے مطمئن ہے میرا دل اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ”قَالَ : فَإِنْ عَادُوا فَعُدْ“ (اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا، اگر وہ دوبارہ یہ کرتے ہیں جیسے کہ انہوں نے تمہارے ساتھ کیا تو تم بھی دوبارہ یہی کرنا جو تم ابھی کر کے آئے ہو)۔

((اور یہ روایت جو ہے اسے عبد الرزاق نے مصنف میں، ابن سعد نے، اور امام ابن جریر الطبری نے تفسیر میں اسے روایت کیا ہے اور یہ قصہ جو ہے صحیح ہے))۔

تو اس قصے سے یہ ثابت ہوا کہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مشرکین نے مجبور کیا اِکراہ کی حالت میں تھے مجبوری کی حالت میں تھے کہ ایک طرف تو اُن کو مارا جا رہا تھا پیٹا جا رہا تھا اور قتل کرنے کی دھمکی دی جا رہی تھی، اور دوسری طرف یہ خلاصی کا صرف ایک راستہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی جائے بُرا بھلا کہا جائے، اور نبی کو گالی دینا کفر ہے یقیناً اور اس مجبوری کی وجہ سے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں کچھ ایسے الفاظ کہے جو وہ نہیں کہنا چاہتے تھے، بُرا بھلا کہہ دیا لیکن بہت شدید ندامت میں اور شدید ڈر میں واپس آئے، تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے جب اُن کی حالت دیکھی اور انہوں نے عرض کی کہ پورا قصہ کیا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دل کی حالت پوچھی کہ اپنا دل کیسے پاتے ہو؟ کیونکہ ظاہراً تو مکرہ تھا وہ ظاہر تو اس وقت میں انسان کو دل پر کوئی مجبور نہیں کر سکتا یاد رکھیں، انسان کا دل جو ہے اسے دلی مجبوری ہو نہیں سکتی کبھی، ہاں ظاہر مجبوری ہو سکتی ہے انسان ظاہر میں کچھ ایسا کہہ بھی سکتا ہے کر بھی سکتا ہے اس پر تو مجبور کیا جا سکتا ہے اسے، دل کی حالت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا یہ شخص خود جانتا ہے۔

یعنی میں اپنے بارے میں یا آپ اپنے بارے میں جانتے ہیں یا ہمارا ربّ ہمارے بارے میں جانتا ہے یہ ہمارا باطن ہے لیکن جو ظاہر ہے وہ سب جانتے ہیں ہمیں دیکھ کر (ہمارا قول ہمارا فعل، ہماری شکل وصورت، ہمارا اٹھنا بیٹھنا سب دیکھ سکتے ہیں) اس پر تو کوئی جج کر سکتا ہے، دل کی حالت تو کوئی ہمارے سوا یا ہمارے ربّ کے سوا کوئی جانتا نہیں ہے۔

تو اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے دل کو کیسا پاتے ہو اے عمار؟ عرض کرتے ہیں: "مُطْمَئِنًّا بِالْإِيمَانِ" (ایمان سے مطمئن ہے میرا دل)، یعنی دل میں میں نے کبھی کفر سوچا نہیں ہے، دل سے میں نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان گستاخی کا سوچا ہی نہیں ہے، تو دل میں تو ایمان سے مطمئن ہوں الحمد للہ میں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "فَإِنْ عَادُوا فَعُدْ" (اگر وہ دوبارہ ایسا کرتے ہیں تو تم دوبارہ بھی یہی کچھ کر کر آنا (سبحان اللہ))۔ رحمت للعالمین ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کتنی شدید تکلیف میں آئے تھے اور پیارے نور بھرے الفاظوں سے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر (علیہ الصلاۃ والسلام) نے اُن کے اس رنج کو اس پریشانی کو دو لفظوں میں دور فرما دیا (سبحان اللہ)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (پھر دوسری آیت بھی بطور دلیل شیخ صاحب بیان فرماتے ہیں): ﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ﴾ (مومن کافروں کو دوست نہ بنائیں) ﴿مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (مومنوں کے علاوہ ﴿وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ﴾ (اور جو ایسا عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ بھی نہیں ہے (یعنی اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے)) ﴿اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً﴾ (الا یہ کہ تم اپنے بچاؤ کے لیے بچاؤ کا ذریعہ بنا لو) (آل عمران: 28)۔

یعنی اگر کوئی شخص (جیسا کہ پچھلی آیت میں گزر چکا ہے) مجبوری کی حالت میں یا کافروں سے بچاؤ کے لیے کچھ کفریہ قول یا فعل اُس سے صادر ہو جاتا ہے تو ایسے مسلمان کی پکڑ نہیں ہے اور نہ ہی ایسا مسلمان دائرۂ اسلام سے خارج ہے، بلکہ شریعت نے اسے اس کی اجازت دی ہے اپنی جان بچانے کے لیے، اپنی عزت مال اور نفس بچانے کے لیے، اگر کسی شخص کو مجبور کیا جاتا ہے تو اس میں یعنی خصوصی طور پر یہ جو جانی نقصان ہے جو عزت کا نقصان ہے اس پر جو ہے اگر کوئی شخص کفریہ قول یا فعل کر دیتا ہے اس مجبوری سے بچنے کے لیے جس پر اسے مجبور کر دیا گیا ہے (یا کیا جا رہا ہے) تو اس کی کوئی پکڑ نہیں ہے۔

آخر میں پھر وہی دعا ہے: "نعوذ بالله من موجبات غضبه ، وأليم عقابه"۔

اور ہم بھی یہی دعا اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر اس چیز سے محفوظ کرے جو اللہ تعالیٰ کے غضب کا موجب بنے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب اور پکڑ سے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے اور دور فرمائے (آمین یا ربّ العالمین)۔

ان دروس کے آخر میں شیخ صاحب سے چند سوال کیے گئے ہیں اور ان سوالوں کے جواب جیسا کہ شیخ صاحب سے پوچھے گئے ہیں میں بیان کر دیتا ہوں تھوڑے سے وقت میں، چند سوال ہیں۔

سوال 1: پہلا سوال شیخ صاحب سے کیا گیا "ما هو الفرق بين الكافرين والمشركين؟": کافروں اور مشرکوں میں کیا فرق ہے؟

جواب: جواب میں فضیلۃ الشیخ العلامہ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں: "بينهما عموم وخصوص" (ان دونوں میں عموم اور خصوص ہے) "الشرك أعم من الكفر" (شرک کفر سے زیادہ عام ہے) "فكل مشرك كافر" (تو ہر

مشرک کافر ہے)''وليس كل كافر مشرك''(اور ہر کافر مشرک نہیں ہے)''فالمشرك يعبد الله ويعبد غيره''(مشرک تو اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرتا ہے اور غیر اللہ کی عبادت بھی کرتا ہے)''وأما الكافر فإنه يجحد وجود الله جل وعلا''(اور کافر جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا ہی انکار کرتا ہے)''ولا يعترف بالله عز وجل''(اور اللہ تعالیٰ کا اعتراف بھی نہیں کرتا)''ولا يعترف بدين من الأديان''(اور بلکہ وہ کسی دین کو بھی نہیں مانتا)''هذا هو الكافر الجاحد''(یہ کافر اور جاحد ہے)''أما المشرك فهو يعترف ويعتقد''(مشرک تو اللہ تعالیٰ کو مانتا بھی ہے جانتا بھی ہے اور اس کا عقیدہ بھی ہوتا ہے)''ولكن يعبد الله ويعبد غيره''(مشرک جو ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرتا ہے اور غیر اللہ کی عبادت بھی کرتا ہے)''فهو مشرك كافر''(تو وہ مشرک بھی اور کافر بھی ہے)''فكل مشرك فإنه كافر''(تو ہر مشرک کافر ہی ہے)''وليس كل كافر يكون مشركا''(اور ہر کافر مشرک نہیں ہوتا)''لأن الكافر قد يكون ملحدًا جاحدًا''(کیونکہ کافر شرک کے بغیر بھی یعنی شرک اگر نہیں بھی کرتا ہے تب بھی کوئی شخص کافر ہو سکتا ہے جیسا کہ کوئی شخص ملحد ہے یا جاحد ہے)۔

وہ ربّ کو نہیں مانتا سرے سے ہی نہیں مانتا وہ کافر ہے، یا کوئی شخص شرک نہیں کرتا(مثال کے طور پر) لیکن دین کو گالی دے دیتا ہے(ایسا بھی تو کافر ہے جیسے ہم دس نواقض میں پڑھ چکے ہیں) تو ہر مشرک کافر ضرور ہے لیکن ہر کافر کے لیے مشرک ہونا لازمی نہیں ہے، جو مشرک ہے وہ کافر بھی ہوتا ہے کیونکہ جیسا کہ ان دس نواقض میں اور جو نواقض اسلام ہیں ان میں سے شرک جو ہے وہ پہلے دوسرے نمبر پر ہے باقی جو ہے وہ شرک نہیں ہے جتنے بھی آٹھ نواقض کا ذکر کیا گیا ہے۔

سوال 2: دوسرا سوال شیخ صاحب فرماتے ہیں:'' أحسن الله إليكم ، يقول: أشكل علينا قول المؤلف: (الإِعْرَاضُ عَنْ دِينِ تَعَالَى اللهِ لَا يَتَعَلَّمُهُ وَلَا يَعْمَلُ بِهِ)''(أحسن الله إليكم: ہمیں اس چیز پر اشکال پیش آگیا ہے کہ مؤلف نے(یعنی شیخ الاسلام نے) جب یہ بات فرمائی)''الإِعْرَاضُ عَنْ دِينِ اللهِ تَعَالَى''(اللہ تعالیٰ کے دین سے منہ موڑا)''لَا يَتَعَلَّمُهُ وَلَا يَعْمَلُ بِهِ''(نہ تو اس کا علم حاصل کرتا ہے اور نہ ہی اس پر عمل کرتا ہے)''هل يدخل فيه العوام اليوم الذين لا يفقهون العلم الشرعي''(کیا ان میں عوام بھی شامل ہیں جو علم شرعی نہیں جانتے)''ولا يرغبون به''(اور نہ ہی اس کی رغبت ان کو ہوتی ہے)''ولكنهم تعلموا من تفولتهم التوحيد وعملوا به؟''(جنہوں نے بچپن سے توحید کو تو سمجھ لیا اور اس پر عمل بھی کرتے رہے)۔

جواب: تو شیخ صاحب اس کا جواب پچھلے درس میں بھی دے چکے ہیں لیکن ابھی دوبارہ دہرا دیتا ہوں کیونکہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ): "لا يدخل هؤلاء" (یہ اس میں داخل نہیں ہے (اس اعراض یا کفر میں، یا نواقض اسلام میں)) "لانهم عاجزون عن التعلم أو متكاسلون عن التعلم" (کیونکہ یہ عاجز ہیں علم حاصل کرنے سے یا سستی اور کاہلی کی وجہ سے علم حاصل نہیں کرتے) "هم مسلمون وهم مؤمنون ويعبدون الله" (مسلمان ہیں مومن بھی ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرتے ہیں) "ما هم مثل الْمُعرض" (یہ اُس طرح نہیں ہیں جو اعراض کرتا ہے منہ موڑ لیتا ہے) "الْمُعرض الذي ما له رغبة في العلم ولا له رغبة في الدين" (معرض تو وہ ہے جس کو نہ تو علم میں رغبت ہے اور نہ ہی دین میں رغبت ہے (بات صرف علم کی نہیں بات دین کی بھی ہے کہ علم میں رغبت بھی نہیں ہے اور دین میں رغبت بھی نہیں ہے)) "هذا هو الْمُعرض" (اسے معرض کہتے ہیں (جسے دین اسلام کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہوتی))۔

سوال 3: تیسرا سوال شیخ صاحب سے یہ کیا گیا ہے: "فضيلة الشيخ: حاطب بن أبي بلتعة (رضي الله عنه) عاون المشركين والكفَرَة ، وَلَم يُكفِّره النبي صلى الله عليه وآله وسلم، فهل كل من عَاوَنَ الكُفَّار من المسلمين يُكفَر؟": (شیخ صاحب سے یہ سوال کیا گیا: کہ سیدنا حاطب بن أبي بلتعہ رضی اللہ عنہ (معروف صحابی) نے مشرکوں سے ان کی معاونت ہوئی ہے اور کافروں سے معاونت ہوئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی تکفیر نہیں کی تو کیا (یعنی اُن کے لیے خاص حکم تھا) اُن کے علاوہ "فهل كل من عَاوَنَ الكُفَّار من المسلمين يُكفَر؟" جو بھی مسلمانوں میں سے کافروں کے ساتھ تعاون کرتا ہے کیا وہ کافر ہو جاتا ہے؟)۔

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ جواب میں فرماتے ہیں: "حاطب بن أبي بلتعة رضي الله تعاليٰ عنه له من السوابق ما كَفَّرَ الله به عنه" (سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی سوابق (پچھلی) جو گزشتہ زندگی ہے اس میں بہت اچھے کارنامے تھے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے کئی گناہوں کو معاف کر دیا) "لأنه من أصحاب بدر" (کیونکہ یہ بدری صحابی تھے) "وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم" (اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا) "إِنَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ" (کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو جھانک کر دیکھا اور فرمایا "اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ" تمہیں جو بھی کرنا ہے کرو "فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ" میں نے تمہیں معاف کر دیا تمہاری مغفرت کر دی)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں:"وهو مؤمن صادق الإيمان"(اور سیدنا حاطب جب مومن ہیں اُن کا ایمان بھی سچا ہے)"ولكنه فعل ما فعل لأنه تأول لنفسه"(انہوں نے جو کچھ بھی کیا اپنے تیئں وہ تاویل کر رہے تھے)"وظن أن هذا ما يضر المسلمين"(اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ مسلمانوں کو اس چیز سے یا اس تعاون سے مشرکوں کے ساتھ نقصان نہیں ہو گا)"ولذلك الرسول صلى الله عليه وآله وسلم لم يكفّره"(اور اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو کافر قرار نہیں دیا)"لأنه صحابيٌّ جليل حصل منه خطأ عن تأويل"(کیونکہ یہ جلیل اور عظیم صحابی ہیں تاویل میں اُن سے خطاء ہو گئی ہے)"وله سابقة كفرت عنه ما حصل"(اور جو اُن کی سابقہ جو گزشتہ زندگی کے اچھے کارنامے اور اچھے اعمال ہیں اُن سے جو غلطی ہوئی ہے اُن سے اس کا کفارہ ہو گیا)۔

اور اس بات سے واضح ہوا کیونکہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں **"کہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ سے کفر ہوا اور جنگ بدر کی وجہ سے وہ اس کفر سے نجات پائے"**: یہ بات غلط ہے! سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ سے کفر ہوا ہی نہیں ہے، سورۃ الممتحنۃ کی جو تفسیر ہے وہ پڑھ کر دیکھ لیں، صحیح بخاری، مسلم میں بھی یہ قصہ موجود ہے اس قصے میں بھی دیکھ لیں، اور علماء کے اقوال: شیخ بن باز، شیخ ابن عثیمین رحمهم اللہ، یا علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ، ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، اور ان سے پہلے کئی علماء اور ان کے بعد میں بھی کئی سلفی علماء نے جب اس حدیث کی شرح کی ہے تو یہی فرمایا ہے، اور واضح دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اُن سے سوال کیا تو سوال کرنے سے مراد یہی ہے کہ کفر نہیں ہے، استفصال سے مراد یہی ہے کہ اگر کفر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی استفصال نہ کرتے کبھی پوچھتے نہیں کہ حاطب تم نے یہ کیا کیوں ہے ؟!

تو سوال کرنے سے مراد یہی ہے کہ کفر بھی ہو سکتا ہے کفر نہیں بھی ہو سکتا ہے تو دل کی حالت جب زبان پر آئی اور بیان فرمایا کہ وجہ دین سے دوری نہیں ہے، دین سے مجھے محبت ہے اور یقین ہے مجھے اے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کی نصرت اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

تو دین پر تو اطمینان موجود ہے لیکن اُن سے یہ غلطی ہو گئی تاویل ہو گئی اور معروف اور عظیم صحابی ہیں تو اُن سے یہ غلطی ہو گئی ہے لیکن یہ غلطی کفر نہیں تھی اور جنگ بدر جو ہے کبھی بھی شرک اور کفر سے نجات نہیں دلا سکتی، ارشاد باری

تعالیٰ ہے: ﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ (اے میرے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام: اگر تو بھی شرک کرے میں تیرے بھی عمل اکارت کردوں) (الزمر: 65)۔

تو اگر کفر اور شرک کے سامنے نبوت بھی کام نہیں آسکتی تو پھر جنگ بدر کہاں کام آسکتی ہے؟!

تو یقیناً اُن عظیم صحابی سے (سیدنا حاطب بن أبي بلتعہ رضی اللہ عنہ سے) کفر نہیں ہوا، ہاں کبیرہ گناہ ہوا ہے غلطی ہوئی ہے (واللہ أعلم)۔

سوال 4: آگے سوال کیا گیا: "أثابكم الله يقول هل الفطرة حجة علي من كفر؟" (کیا فطرت حجت ہے اس شخص پر جو کفر کرتا ہے؟)۔

جواب: شیخ صاحب فرماتے ہیں: "الحجة بإرسال الرسل" (حجۃ رسولوں کو بھیجنے سے ہوتی ہے) "أما الفطرة وحدها فلا تكفي حجة" (تو فطرت اکیلے حجت نہیں ہوتی) "لو كانت الفطرة حجة ما أرسل الله الرسل" (اگر فطرت اکیلے حجت ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے رسول کیوں بھیجے اللہ تعالیٰ رسول نہیں بھیجتا)، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ﴾ (رسول اللہ تعالیٰ نے جو بھیجے ہیں وہ بشارت دینے والے اور آگاہ کرنے والے ہیں ڈرانے والے ہیں)۔ کیوں؟ ﴿لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ (تاکہ لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ پر رسولوں کے بعد حجت باقی نہ رہے) (النساء: 165)۔

تو اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو حجت بنا کر بھیجا ہے اور نا کہ فطرت، جس فطرت پر انسان پیدا ہوا ہے وہ فطرت کافی نہیں ہے بلکہ رسولوں کو بھیجنا اور کتابیں نازل جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہیں رسولوں پر یہی حجت ہے اور اسی حجت کے تئیں سوال کیا جائے گا، اس لیے سورۃ القصص میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (القصص: 65) (تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا ہے؟)۔

آگے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ): "لا تعرف الواجبات والمحرمات والمكروهات هذا ما يبينه إلا الرسل" (واجبات، محرمات اور مکروہات (کیسے کوئی شخص جان سکتا ہے؟! فطرت سے کوئی شخص نہیں جان سکتا) تو رسول ہی اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ہی یہ بیان فرماتے ہیں) "ولكن الفطرة تربة صالحة للخير" (فطرت تھی ایک زرخیز

زمین ہے خیر کے لیے)''ولكنها لا تكفي''(اور فطرت جو ہے وہ کافی نہیں ہے)''لو عاش الإنسان عليها ولم يتعلم ولم يعمل شيئًا فإنها لا تكفي''(اگر انسان صرف فطرت پر ہی رہے اور کوئی علم حاصل نہ کرے اور کوئی عمل بھی نہ کرے تو یہ کافی نہیں ہے اُس کے لیے)۔

سوال 5: اگلا سوال شیخ صاحب سے یہ کیا گیا:''أثابكم الله، إذا مد الكفار يدهم ليصافحوا، هل أعرض؟''(اگر کافر ہم سے ہاتھ ملانے کے لیے اپنا ہاتھ آگے کرتے ہیں تو کیا ہم کافروں سے ہاتھ ملائیں؟)۔

جواب: شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ جواب میں فرماتے ہیں:''إذا سلموا عليك ومدوا ايديهم اليك فصالحهم''(اگر وہ خود سلام کرتے ہیں اور اپنا ہاتھ بڑھاتے ہیں ہاتھ ملانے کے لیے تو تم اُن سے مصافحت کر لو (ہاتھ ملالو))''ما فيه بأس''(اس میں کوئی حرج نہیں ہے)''أما أنك تبدأهم بالسلام وبالمصالحة فهذا لا يجوز''(اگر تم اُن کو خود ابتداء سلام سے کرتے ہو اور اُن سے ہاتھ ملاتے ہو تو یہ جائز نہیں ہے)۔یعنی ابتداء ہماری طرف سے نہیں ہونی چاہیے، اگر وہ ابتداء کرتے ہیں اور کہتے ہیں "السلام علیکم "تو ہم کہتے ہیں "وعلیکم "،اور اگر وہ ہاتھ آگے کرتے ہیں مصا فحے کے لیے تو ہم بھی اپنا ہاتھ بڑھاتے ہیں اُن سے مصافحہ کرنے میں شیخ صاحب فرماتے ہیں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال 6: اگلا سوال شیخ صاحب سے کیا گیا:''من قال بالذهاب إلي العرافين في محاولة البحث عن المفقود من الأموال''(جو عرافین اور کاہنوں کے پاس جاتے ہیں اپنے گمشدہ مال یا چیز کی تلاش کے لیے (یا پانے کے لیے))''مثلاً''(مثال کے طور پر)''وهو يعتقد أنه لا يجوز بالذهاب إليهم في شفاء من مرض؟''(اور وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اُن کے پاس جانا جائز نہیں ہے کسی بیماری کی شفاء کے لیے تو اس کا کیا حکم ہے؟)۔

جواب: شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ):''لا يجوز هذا''(یہ جائز نہیں ہے)''لأن''(کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں)''مَنْ أَتَى عَرَّافاً لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ يَوْمًا''(جو کسی عرّاف کے پاس جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ چالیس دن اُس کی نماز نہیں ہے (جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں آیا ہے))،اور دوسری روایت میں:''مَنْ أَتَى عَرَّافاً أَوْ كَاهِناً''(جو عرّاف یا کاہن کے پاس جاتا ہے)''فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ''(اور جو وہ کہتا ہے اس کی تصدیق کر لیتا ہے یہ شخص)''فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ''(تو اُس شخص نے یقیناً کفر کیا جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل ہوا (یعنی دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا جو کفر اس نے کیا،اور اسے ابو داود نے

روایت کیا ہے))"ولمّا سئل عن الكهان"(اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا گیا)"قال صلى الله عليه وسلم"(اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا)"لَا تَأْتِهِم"(اُن کے پاس مت جاؤ(یہ بھی صحیح مسلم کی روایت میں آیا ہے))۔

توشیخ صاحب الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:"فلا يجوز الذهاب إليهم حتي ولو لم يصدقهم"(تواُن کے پاس جانا جائز نہیں ہے اگرچہ اُن کی تصدیق بھی نہیں کرتا)۔

کیونکہ تصدیق نہیں کرتااور چلا گیا صرف شغل میلہ دیکھنے کے لیے (یہ کوئی کھیل تماشہ نہیں ہے جادو گرتو جادو گرہی ہوتاہے اور کاہن کاہن ہی ہوتاہے) اگراس مجلس میں چلا گیا صرف دیکھنے کے لیے کہ وہ کیا کرتاہے یا صرف مزے لوٹنے کے لیے (جیساکہ بعض لوگ کھیل تماشہ سمجھتے ہیں) تواس کی چالیس دن کی نماز نہیں، تصدیق کرتاہے توکفر ہے۔ہاں، اگرنصیحت کے لیے جاتاہے وہ علم رکھتاہے نصیحت کر بھی سکتاہے تو یہ جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور ہر بندہ نصیحت کے لیے نہیں جاتاکچھ لوگ کھیل تماشے کے لیے بھی جاتے ہیں دیکھنے کے لیے بھی جاتے ہیں،اوراگر تصدیق نہیں کرتاتوچالیس دن کی نماز نہیں، تصدیق کرتاہے توکفر ہے۔تواُن کاہنوں کے پاس جادوگروں کے پاس جانا جائز نہیں ہے۔

سوال 7: اگلاسوال شیخ صاحب سے کیاگیا:"أثابكم الله ، من أنكر حديثًا أو حكمًا من الأحكام بدعوي أن هذا حديث آحاد هل يكفر بذلك ؟"(کہ اگرکوئی شخص کسی حدیث کاانکار کرتاہے یاایسے شرعی حکم کاانکار کرتاہے اس دعوے سے کہ یہ حدیث جوہے آحاد حدیث ہے(یعنی متواتر نہیں ہے)توکیاایسا شخص کافر ہے؟)۔

جواب: شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:"لا يكفر بذلك"(اس وجہ سے وہ کافر نہیں ہوتا)"إذا كان متأولاً"(اگر وہ تاویل کرتاہے)"لأن اكثر هؤلاء مقلدون لِمن قبلهم"(کیونکہ اکثر لوگ جوحدیث آحاد کی حجت پر حدیث کارڈّ کردیتے ہیں اوراحکام شرعیہ کارڈّ کردیتے ہیں (شیخ صاحب فرماتے ہیں)ان کی اکثریت تقلید کرنے والی ہے اُن لوگوں کی جواِن سے پہلے گزرے ہیں)"ومتأولون"(اورتاویل کرنے والے ہیں)"فلا يكفَّرون ولكن يُخطَّئون ، ويُضلّلون"(توایسے لوگوں کی تکفیر نہیں کی جاتی(یعنی دائرۂاسلام سے خارج نہیں ہوتے) لیکن یہ"يُخطَّئون، ويُضللون"، انہیں یہ کہاجاتا ہے کہ انہوں نے خطاء کی ہےاور یہ گمراہ ہیں)۔

سوال 8: اگلا سوال شیخ صاحب سے پوچھا گیا: "أحسن الله إليكم ، يقوم بعض الإخوة بفرض غرامة مالية علي من قال علي زميله بكلمة نابية أو غيرها" (بعض لوگ (یا بعض بھائی) ایسے ہیں جو ایک دوسرے پر کوئی جرمانہ عائد کر دیتے ہیں جب کوئی شخص اپنے دوست کو کوئی نازیبا الفاظ سے اسے پکارتا ہے یا بُرا بھلا کہتا ہے) "ثم تُجمع هذه الغرامات بعد فترة" (پھر یہ دوست کیا کرتے ہیں: آپس میں جتنے بھی یہ جرمانے اکٹھے ہوئے ہیں آپس میں جمع کر لیتے ہیں) "ويقيمون بها عشاء" (اور کھانا جا کر کھا لیتے ہیں مل کر سب (اُن ہی پیسوں سے جو انہوں نے اکٹھے کیے اُس جرمانے سے جو کسی سے بھی لیا جاتا ہے جب وہ گالی دیتا ہے کسی کو یا کوئی نازیبا الفاظ کہتا ہے)) "أو غداء" (یا تو وہ رات کو ڈِنر یا دن کا لنچ جو ہے وہ ان پیسوں سے جا کر ایک ساتھ کھا لیتے ہیں) "وإذا كان الخطأ كبيرًا" (اور اگر کوئی بہت بڑی خطاء ان دوستوں میں سے کسی سے ہو جائے (بہت بڑی غلطی ہو جائے)) "فرضوا علي المخطىء ذبيحة" (تو اس پر ایک بکرا فرض کر دیتے ہیں کہ تم نے بکرا اب ذبح کرنا ہے) "وأصلحوا بين المتخاصمين" (اور جن میں آپس میں جھگڑا ہوتا ہے دوستوں میں اُن کی آپس میں صلح بھی کر دیتے ہیں) "فما حكم هذا؟" (اس کا کیا حکم ہے؟)۔

جواب: شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ): "هذا لا يجوز" (یہ جائز نہیں ہے) "لأنه لا يَحل مال امرئ مسلم إلا بطيبة من نفسه" (کیونکہ کسی مسلمان کا مال نہیں جائز اس وقت تک جب تک کہ وہ اس سے راضی نہ ہو" بطيبة من نفسه" اگر اپنے نفس سے وہ راضی ہو اور وہ خوشی خوشی کوئی چیز کھلا دیتا ہے یا پیسے دے دیتا ہے تب تو ٹھیک ہے، لیکن) "أما أنه يُفرض عليه ويلزم به، فهذا حرام" (اس پر یہ فرض کر دیا یا اس پر لازم کر دیا تو یہ حرام ہے جائز نہیں ہے)۔

سوال 9: اگلا سوال شیخ صاحب سے کیا گیا، کہتے ہیں: "ماحكم التعظيم للاعب كرة محترف كافر" (فُٹ بال کا کافر جو محترف اور اچھا کھلاڑی ہوتا ہے اس کی تعظیم کا کیا حکم ہے) "ويثني عليه عندما يتسبب في نصرة الفريق؟" (اور اس کی بہت مدح کی جاتی ہے اس کافر کھلاڑی کی جو فُٹ بال کا کھلاڑی ہے (یا کوئی اور گیم کیوں نہ ہو کرکٹ وغیرہ جیسے ہمارے ملکوں میں ہے))۔

تو شیخ صاحب سے سوال تو فُٹ بال کے کھلاڑی کا کیا گیا ہے کیونکہ یہاں پر زیادہ فُٹ بال کھیلی جاتی ہے سعودی عرب میں کہ اس کافر کھلاڑی کی تعظیم کرنے کا کیا حکم ہے جب وہ اپنی ٹیم کی فتح کا سبب بنتا ہے؟

جواب: تو شیخ صاحب جواب میں فرماتے ہیں (شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ): ''ما أثنى على كفره''(اس نے اس کے کفر پر کوئی تعریف نہیں کی (تعریف کفر کی نہیں کی تعریف کرنے والے مسلمان نے یا اس جوان نے))''وإنما أثنى على لعبه ومهارته في لعبه''(اس نے جو تعریف کی ہے اس کے کھیل کی اور اس کی مہارت کی جو کھیل وہ دکھا چکا ہے)''فعلى كل حال''(شیخ صاحب فرماتے ہیں: بہر حال)''هذا خطر ويأثم عليه''(یہ خطرہ ہے اس معاملے میں اور اس پر گناہ بھی ہوتا ہے اس کافر کی تعریف کرنے کی وجہ سے اگرچہ کھیل کی وجہ سے کیوں نہ ہو)''ولكن مايصل إلى حد الكفر''(لیکن یہ کفر کی حد تک نہیں پہنچتا)۔ یہ بات اچھی طرح سمجھیں بعض لوگ غلطی کرتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان کسی کھلاڑی کی تعریف کر دیتا ہے (کافر کھلاڑی کی) تو بعض لوگ سمجھتے ہیں یہ کافر ہو گیا ہے۔ نہیں! اُس نے اُس کے دین کی اُس کے کفر کی تعریف نہیں کی (شیخ صاحب فرماتے ہیں) اُس نے اُس کے کھیل کی اُس کی مہارت جو وہ دکھا چکا ہے کھیل میں اس لیے اُس کی تعریف کی ہے، تو یہ کفر تو نہیں ہے لیکن یہ بھی خطرہ ہے اور گناہ کا باعث ضرور ہے۔''الكفر لو أنه مدحه على كفره''(کفر تب ہوتا اگر اُس کے کفر پر اُس کی تعریف کرے)''وعلى ضلاله، أو شركه فإنه يكون كافرًا''((کفر تب ہوتا جب اس کے کفر کی مدح کرے اُس کی تعریف کرے)، یا اُس کی گمراہی کی وجہ سے اُس کی تعریف کرے، یا اُس کے شرک کی وجہ سے اُس کی تعریف کرے اس وجہ سے وہ کافر ہوتا ہے)''أما على لعب الكرة أو المهارة في صناعة''(لیکن اگر صرف فُٹ بال کے کھیل کی وجہ سے یا کسی صناعت کی مہارت میں، اب ہمارے پاس بہت ساری چیزیں کافروں نے بنائی ہیں ٹیکنالوجی میں اگر کوئی اس کی بھی تعریف کر دیتا ہے اس وجہ سے)''فهذا فيه تعظيم للكافر وفيه إثم''(اس میں تعظیم کافر کی ہے اس میں گناہ بھی ہے)''ولكن مايصل إلى حد الكفر''(کفر کی حد تک نہیں پہنچتا)۔

سوال 10: اگلا سوال شیخ صاحب سے کیا گیا: ''أثابكم الله ، ما القول فيمن يقول: لا يكفر المعين إلا إذا استوفي الشروط وانتفت الموانع؟''(یہ سوال کیا گیا شیخ صاحب سے کہ کیا کہتے ہیں اُن لوگوں کے بارے میں جو یہ کہتے ہیں کہ کفر معین اُس وقت تک نہیں ہوتا کسی شخص پر (یعنی فلاں شخص کافر ہے جو نواقض اسلام میں سے کسی پر پڑ جاتا ہے یا اُس سے ہو جاتا ہے)''إلا إذا استوفي الشروط وانتفت الموانع؟''الا یہ کہ جب تک کہ شرطیں پوری نہ ہوں اور جو موانع ہیں جو رکاوٹیں ہیں تکفیر کی وہ ختم نہ ہوں یا منتفی نہ ہوں؟)۔

جواب: شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ جواب میں فرماتے ہیں: ''من صدر منه الكفر قولاً أو فعلاً أو اعتقاداً أو شكاً فإنه يحكم بكفره'' (جس سے کفر صادر ہوا چاہے ''قولاً'' زبان سے، ''أو فعلاً'' اس کے عمل سے، ''أو اعتقاداً'' اس کے اعتقاد دل سے، ''أو شكاً'' یا شک کی وجہ سے، ''فإنه يحكم بكفره'' تو ایسے شخص کا جو حکم دیا جاتا ہے تو وہ کفر کا ہی دیا جاتا ہے (یقیناً، یعنی ایسا شخص کافر ہے) ''أما ما في قلبه'' (لیکن جو کچھ اُس کے دل میں ہے) ''هذا لا يعلمه إلا الله'' (تو یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے) ''نحن ما وكلنا بالقلوب'' (ہمیں یہ حکم نہیں دیا گیا ہم لوگوں کے دلوں میں جھانک کر دیکھیں) ''إنما نحن موكلون بالظاهر'' (ہمیں تو حکم یہ دیا ہے کہ ہم ظاہر کو دیکھیں) ''فمن أظهر الكفر حكمنا عليه بالكفر'' (جس نے کفر کا ظاہر کیا ہم نے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا اور کفر کا حکم اُس کے لیے صادر کیا) ''وعاملناه معاملة الكافر'' (اور ہم نے اس کے ساتھ مُعاملت بھی کافروں والی کی ہے)۔

تو اس جواب میں شیخ صاحب کا موقف واضح ہے کہ شیخ صالح الفوزان (حفظہ اللہ) کا موقف یہ ہے کہ اگر کسی شخص سے کفر ہو جائے شرک ہو جائے یا نواقض اسلام میں سے کوئی ہو جائے، إلا یہ کہ جو مکرہ کی حالت ہے جیسا کہ شیخ صاحب نے بیان کیا ہے پہلے اس کے دو استثناء ہیں اس کے علاوہ جو ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں إقامة الحجّة کے تعلق سے یہ بات ہو رہی ہے اور جو تکفیر کی شروط اور موانع ہیں شیخ صالح الفوزان کا موقف یہ ہے کہ ان کی ضرورت نہیں ہے جس سے کفر ظاہر ہو تو وہ کافر ہی ہے۔ اور یہ اختلافی مسئلہ ہے علماء اہل سنت والجماعت کا اس مسئلے میں۔

اس میں جو دوسرا قول ہے علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا، شیخ ابن عثیمین کا رحمۃ اللہ علیہ کا، شیخ ربیع المدخلی کا، شیخ عبید الجابری (حفظہم اللہ) کا، ان کا یہ موقف ہے کہ حجت قائم کرنا لازمی ہوتا ہے بغیر حجت قائم کرنے کے کسی پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جاتا اور شروط کا ہونا لازمی ہے اور جو رکاوٹیں ہیں تکفیر کی اُن کا بھی دور ہونا لازمی ہے تب کسی پر کفر کا فتویٰ لگایا جاتا ہے۔ اور یہ قول جو دوسرا ہے جس میں حجت قائم کرنا لازمی ہے یہ قول راجح میں سمجھتا ہوں اور یہی حق ہے (واللہ أعلم)۔

سوال 11: اگلا سوال کیا گیا شیخ صاحب سے: ''ما حكم مشاهدة أفعال السحرة، ولو لَم يعتقد فيما يفعله؟'' (جادو گروں کے افعال جو وہ کرتے ہیں جادو اُن کے دیکھنے کا کیا حکم ہے اگرچہ جو وہ کر رہا ہے اس کی تصدیق بھی نہیں کرتا اور اس کا عقیدہ بھی نہیں رکھتا کہ جو وہ کر رہا ٹھیک ہے)؟

جواب: شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ): ''هذا رضى بالمنكر''(یہ تو اس منکر پر رضا ہونے کے مترادف ہے یا برابر ہے(یعنی نہیں دیکھنا چاہیے))۔

سوال12: آخری سوال شیخ صاحب سے کیا گیا: ''أثابكم الله ، شخص يلجأ إليه الناس قبل حفر الآبار''(ایک ایسا شخص ہے جس کے پاس لوگ جاتے ہیں کنواں کھودنے سے پہلے (کنواں کھدوانے سے پہلے اُس شخص کے پاس جاتے ہیں)) ''ويدعي أنه يري المآء'' (وہ شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ پانی کو دیکھ لیتا ہے(یعنی زمین کے نیچے سے اُس کو پتہ ہوتا ہے یہاں پر پانی ہے یہاں پر پانی نہیں ہے)) ''ويقوم الناس بتصديقه؟''(اور لوگ اس شخص کی تصدیق کرتے ہیں؟)۔

یعنی زمین پر کس زمین کے نیچے پانی ہے یا نہیں ہے کیونکہ کنواں یعنی کھودنے کے لیے تو آپ کو پتہ ہے بہت یعنی گہرا اُس میں گڑھا ڈالنا پڑتا ہے تو کیسے پتہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس زمین کا پانی جو ہے وہ قریب ہے اور کس میں نہیں ہے؟ یا کس جگہ پر پانی دور ہے؟

تو ایک شخص ایسا ہے جو بتا دیتا ہے بغیر یعنی کنواں کھدوانے کے بتا دیتا ہے کہ کس زمین میں پانی ہے کس میں نہیں ہے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟اور لوگ اس کی تصدیق بھی کرتے ہیں؟

یعنی سائل یہ سمجھ رہا ہے کہ یہ مسئلہ جو ہے یہ بھی کہانت میں آتا ہے کیونکہ علم غیب تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے، زمین کے نیچے کیا ہے یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے تو یہ کہانت کی وجہ سے ہو سکتا ہے اس کے پاس کچھ ایسا علم ہو کہانت کا یا جادو کا جس سے لوگوں کو بتاتا ہے۔

جواب: تو شیخ صاحب جواب میں فرماتے ہیں: ''هو ما يدعي أنه يري المآء''(اس شخص نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ پانی کو دیکھتا ہے) یہ لوگوں کو یوں لگ رہا ہے کہ یہ پانی کو دیکھ لیتا ہے تو حقیقتاً شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اُس نے یہ دعویٰ نہیں کیا وہ پانی کو دیکھتا ہے)) ''ولكن يدعي أنه يعرف التربة وأنواع الشجر''(وہ تو یہ دعویٰ کرتا ہے حقیقتاً کہ وہ مٹی کو جانتا ہے، اور جو درخت اور پودے اس جگہ پر لگے ہیں اُن کی قسموں کو بھی جانتا ہے) تو یہ ایک خاص فن اور علم ہوتا ہے بعض لوگوں میں، خاص طور پر جو بعض کسان ہوتے ہیں یا اس علم سے واقفیت رکھتے ہیں)) ''انه يعرف التربة وأنواع الشجر الّتي في الأرض''(اور اس زمین کے اِرد گرد جو درخت اور پودے ہیں اُن کی کیا قسمیں ہیں وہ بھی جانتا ہے) ''علامات يستدلون بها''(یہ ایسی علامات ہیں جن سے وہ دلیل پکڑتے ہیں) ''هذا لا بأس''(شیخ صاحب فرماتے ہیں: اس میں تو

کوئی حرج نہیں ہے)"لأنه يستدل بأشياء ظاهرة"(کیونکہ ظاہری چیزوں سے یہ دلیل پکڑتا ہے اور پتہ لگتا ہے کہ اس جگہ پر پانی ہونے کا امکان ہے)"وهي نوع التربة نوع الشجر"(اور جن دلائل کو یا علامت کو دیکھتا ہے وہ مٹی کی کون سی قسم ہے اور درخت اور پودے جو اس مٹی پر ہیں وہ کون سی قسم کے ہیں(یعنی اُن کی جڑیں کتنی دور ہیں تو پتہ چل جاتا ہے کسانوں کو))"الذي ينبت في الأرض بحكم خبرتهم بهذه الأمور"(اور جو مٹی اور جو پودے اس زمین میں اُگتے ہیں اور اُن کو تجربہ ہوتا ہے ان چیزوں کا ان اُمور کا اُس بناء پر بتاتے ہیں کہ پانی ہے یا نہیں ہے)۔

اور یہ کوئی کہانت نہیں ہے یہ ایک فن ہے ایک تجربے کی بنیاد پر وہ کہتے ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے (واللہ أعلم)۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے (الحمدللہ)اس عظیم رسالے اور اس کے ساتھ جو سوالات بھی تھے شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ سے جو پوچھے گئے تھے ان سب کی آپ کے سامنے مختصر سی تشریح کی یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہے کہ ہم نے (الحمدللہ) اس کتاب کا ترجمہ اور مختصر سی شرح کر دی ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، جو کچھ ہم نے پڑھا ہے جو کچھ ہم نے سیکھا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں ہماری ذرّیت کو ہر مسلمان کو شرک، بدعات اور خرافات اور جو نواقض اسلام ہم نے جو بیان کیے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ فرمائے اور دور فرمائے (آمین)۔

واللہ أعلم۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (12.نواقض الاسلام) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔